اعتـــراض(۱٦)

بہت سے لوگ جو دین کے دیگر کاموں میں مشغول ہیں۔ مگر بزدلی، کم ہمتی اور موت کے خوف کی وجہ سے جہاد میں نہیں جاتے ،وہ ایک شوشہ چھوڑتے ہیں کہ بھائی اس دور میں صحابہ کرام رضی االلہ تعالیٰ عنہم کے جہاد جیسا جہاد نہیں اس لئے ہم جہاد نہیں کرتے ۔

:جواب نمبر ا

اب ان کم عقلوں اور بد دماغوں سے کوئی پوچھے کہ کیا باقی سارے اعمال ہمارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے ہیں۔کیا ہماری نمازیں، ہمارے روزے ،ہمارے حج، ہماری زکوۃاور صدقہ اور دیگر ہمارے اعمال صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اعمال جیسے ہیں؟کیا اس کا معنی یہ ہوا کہ ہم تمام اعمالِ شریعت ہی کوچھوڑ دیں کیونکہ ہمارے اعمال صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے اعمال جیسے نہیں ہیں ؟

اور کیا ہماری شادیاں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شادیوں کی طرح ہوتی ہیں؟ پھرپوری زندگی انڈیا کے وزیر اعظم واجپائی کی طرح کنوارے بن کر گزارو گے۔جنازے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے جنازوں کی طرح ہیں؟ پھر مُردوں کو بھی بغیر جنازوں کو دفناؤ، کھانا پینا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کھانے پینے جیسا نہیں۔لہٰذا اپنے پیٹ کو کنٹرول کرو اور اوڑھنا اور بچھونا چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اوڑھنے بچھونے جیسا نہیں ، لہٰذا یونہی راتیں بسر کرو۔

غرضیکہ کون سا عمل ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل کی طرح ہے تو پھر ساری زندگی کے تمام اعمال ہی چھوڑ دو اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھو۔

دعوت و تبلیغ کے کام کو بھی چھوڑ دو۔کیونکہ ہماری دعوت و تبلیغ بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دعوت و تبلیغ جیسی نہیں کیونکہ وہ توکافروں کو دعوت دیتے تھے ایمان لانے کے لئے اور ہم مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں اعمال ٹھیک کرنے کی۔اس درجہ کااخلاص بھی نہیں۔

تعلیم و تدریس بھی روک دو اور دین کے سیکھنے سے بھی انکار کر دو۔کیو نکہ ہمارے مدارس صفہ کے مدرسے کی طرح نہیں ہیں۔مساجد کو گرا دو اس لئے کہ یہ مساجد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی

مساجد کی طرح اخلاص سے قائم نہیں کی گئیں۔بلکہ ایمان ہی سے انکار کردو۔کیونکہ ہم جتنا بھی زور لگائیں ہمار ایمان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ایمان جیسا تو ہر گز ہو ہی نہیں سکتا۔نعوذ باللہ اس ایک جملہ نے پورے دین کی بنیاد ہلا کر رکھ دی ہے۔یہ بات سمجھ سے باہر ہے کہ جب باقی سارے دین کے کام ضروری ہیں باوجود یہ کہ ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جیسا اخلاص نہیں پھر ایک جہاد ہی کے ساتھ یہ ضد کیوں ہے ؟

کیا بھلا ذکر و تلاوت ہے سلف کی مانند

اور کیا اپنی نمازیں ہیں صحابہ جیسی

پھر یہ حیلہ ہے فقط راہِ خدا میں کیوں کر

ہے کہاں جہد کی صورت میرے آباء جیسی

وجہ صاف ظاہر ہے کہ دل میں نفاق ہے، جہاد کرنا نہیں۔کیونکہ موت سے ڈر لگتا ہے۔باقی سارے بہانے ہیں اس لئے میرے دوستو اور بزرگو میرا مشورہ ہے کہ آپ مہربانی کریں ایک مرتبہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس میدان میں نکلیں۔ان شاء اللہ ایمان بھی بنے گا اعمال بھی درست ہوں گے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق میں موت سے محبت پیدا ہو گی اور ایک آدھ خون کا قطرہ گرنے سے دماغ بھی درست ہو گا اور صاف بھی۔

<u>ملحوظہ</u> :

تمام احکامِ شریعت میں دو چیزیں ہیں۔کمیّت اور کیفیّت۔کمیت یعنی مقدار مثلاًنمازیں ، کتنی فرض ہیں ہر نماز میں کتنی رکعتیں ہیں اور نماز کے فرائض کتنے ہیں واجبات کتنے ہیں ، سنتیں کتنی ہیں اور مستحبات کتنے ہیں۔وضو کے فرائض سنتیں ، مستحبات وغیرہ اسی طرح روزہ ، حج اورزکوۃ وغیرہ میں غور فرمالیں۔

دوسری چیز ہے کیفیت یعنی اخلاص اور للّٰہیت کس درجہ کی ہے۔جسکا اعلی درجہ تو ہر عبادت میں وہ ہے جسکا ذکر حدیث جبرئیلؑ میں ہے

اَنْ تَعْبُدَاللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

که الله تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو گویا که اسکو دیکھ رہے ہو اگر یه درجه حاصل نه ہو تو یه تصور کرو که الله تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے ۔

اب ظاہر ہے کہ یہ کیفیت تو اتنی جلدی حاصل نہ ہو گی۔اسکے لئے کسی ولی کامل کی صحبت اور مسلسل استحضار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت شرط ہے۔اور یہ درجہ جس طرح کا حضرت پاک ﷺ کی صحبت کی برکت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو نصیب تھا وہ بعد والوں کو کہاں مل سکتا ہے۔

اس لئے حضرت پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میرا صحابیؓ اگر ایک مٹھی بھی جَو خرچ کرے اور بعد کے لوگ احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کریں تو برابر نہیں ہو سکتے ،یہ کیا ہے؟ یہ اخلاص اور کیفیت ہے۔

ہم اصحابِ رسول ﷺ کی طرف سے پہنچنے والی عبادت میں کمیت کے مکلف ہیں۔یعنی رکعات ، تعداد میں کمی بیشی کر سکتے ہیں مگر کیفیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین والی کے نہ مکلف ہیں اور نہ ہی وہ کیفیت پیدا ہو سکتی ہے۔

تمام عبادات کی طرح یہی حال جہاد فی سبیل اللہ کا بھی ہے کہ ہم اس بات کے مکلف ہیں کہ شرائطِ جہاد کو مد نظر رکھتے ہوئے کفر کی کھوپڑیاں اُڑائیں۔کسی مسلمان کے اوپر ہاتھ نہ اٹھائیں مگر اسمیں اخلاص اس درجہ کا ہو جس درجہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں تھا ، یہ ممکن ہی نہیں ہے۔جب ممکن ہی نہیں تو اسکے مکلف بھی نہیں ہیں لہٰذا اس پر اعتراضات بھی فضول اور بے کار ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

میرے صحابہ! اگر تم دین کے د س فیصد حصہ کو چھوڑ کر نوے فیصد پر عمل کرو گے تو ناکام ہو جاؤ گے جب کہ بعد والے لوگ اگر نوے فیصد کو چھوڑکر دس فیصد پر عمل کریں گے تو بھی کامیاب ہوجائیں گے کیو نکہ تم لوگوں نے مجھے دیکھ کر ایمان قبول کیا ہے اور بعد والے لوگ بن دیکھے مجھ پر ایمان لائیں گے ۔ (احیاء العلوم ۔امام غزالی)

☆☆☆